



فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحِبُّونَ

سوجو لوگ ایمان لائے ہیں اور کیے انہوں نے اچھے عمل وہ تو ایک باغ میں ہوں گے، خوش و خرم۔

# تفسیر ابن کثیر

علامہ عما الدین ابن کثیر

مترجم

مولانا محمد صاحب جونا گڑھی

## الرُّوم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

رومی غالب ۲ نئیں گے ایک عظیم پیشین گوئی:

الْم (۱)

الْفَلَامِيمْ

غُلَبَتِ الرُّومُ (۲)

رومی مغلوب ہو گئے۔

فِي أَدْنَى الْأَرْضِ ...

نَزَدِكَ كَيْ زَمِينَ پَرْ

وَهُم مَنْ بَعْدِ غَلْبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ (۳)

اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آ جائیں گے۔

فِي بَضْعِ سِنِينَ ...

چند سال میں ہی۔

بِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلٍ وَمِنْ بَعْدٍ ...

اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی اختیار اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔

وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ (۴)

اس دن مسلمان شادمان ہوں گے۔

یہ آیتیں اس وقت نازل ہو گئیں جبکہ شاہ پور شاہ فارس بادشاہ اور جزیرہ کے اس پاس کے شہروں پر غالب آ گیا اور ملک روم ہرقیل تھک آ کر قحطانیہ میں حصور ہو گیا۔ مدتوں محاصرہ رہا آخر پانسہ پلنا اور ہرقیل کی فتح ہو گئی۔

حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت کے بارے میں روایت ہے کہ رومیوں کو شکست پر شکست ہوئی اور مشرکین نے اس پر بہت خوشیاں منا کیں۔ اس لئے کہ جیسے یہ بت پرست تھے ایسے ہی اہل فارس بھی ان سے ملتے جلتے تھے اور مسلمانوں کی چاہت تھی کہ روایی غالب آ گیں اس لئے کہ وہ کم از کم اہل ستاپ تو تھے۔

روایت میں ہے کہ مشرکوں نے حضرت صدیقؓ سے یہ آیت سن کر کہا کہ کیا تم اس میں بھی اپنے نبی کو سچا جانتے ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس پر شرط اٹھیری اور مدت گزر چکی اور روایی غالب نہ آئے۔ حضور اکرمؐ کو جب اس شرط کا علم ہوا تو آپ رنجیدہ ہوئے اور جناب صدیقؓ سے فرمایا تم نے ایسا کیوں کیا؟

جو اب ملا کہ اللہ تعالیٰ کی رسول اللہ کی سچائی پر بھروسہ کر کے۔

آپؐ نے فرمایا پھر جاؤ اور مدت وس سال مقرر کرلو خواہ چیز بھی بڑھانی پڑے۔

آپؐ گئے مشرکین نے دوبارہ بھی مدت بڑھا کر شرط منظور کر لی۔

ابھی وس سال پورے نہیں ہوئے تھے کہ روایی فارس پر غالب آ گئے اور مدائیں میں ان کے لشکر پہنچ گئے اور رومیوں کی بنااء انہوں نے ڈالی۔ حضرت صدیقؓ نے قریش سے شرط کا مال لیا اور حضرتؐ کے پاس آئے۔ آپؐ نے فرمایا اسے صدقہ کر دو۔ (ترمذی)

قرآن میں **بض** کا لفظ جو آیا ہے وہ تین سے نو تک بولا جاتا ہے۔ اسی لئے حضور اکرمؐ نے حضرت صدیقؓ اکبرؓ سے فرمایا کہ تمہیں اختیاطاً دس سال تک رکھنے پا ہیں تھے۔

اکثر علماء کا قول ہے کہ بد رکی لا اتی کے دن روی فارسیوں پر غالب ہے۔

ایک گروہ کا خیال ہے کہ یہ غلبہ حدیبیہ کے سال ہوا تھا۔ بعضوں نے اس کی توجیح یہ بیان کی ہے کہ قیصر روم نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ اسے فارس پر غالب کرے گا تو وہ اس کے شہر یہ میں پاپیادہ بیت المقدس تک جائے گا۔ چنانچہ اس نے نذر پوری کی اور بیت المقدس پہنچا۔ یہ نہیں تھا جو اس کے پاس رسول کریمؐ کا نامہ مبارک پہنچا جو آپؐ نے بصری کے کورز کو سمجھا تھا اس نے ہر قل کو پہنچایا۔

ہر قل نے نامہ نبی پا تھے ہی شام میں جو جازی عرب تھے انہیں اپنے پاس بلوایا۔ ان میں ابوسفیان بن حرب اموی بھی تھا۔ اس نے ان سے پوچھا کہ تم میں سے اس کا قریبی رشتہ دار کون ہے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ ابوسفیان نے کہا میں ہوں۔

بادشاہ نے باقی لوگوں سے کہا کیجھو میں اس شخص سے چند سوالات کروں گا اگر یہ کسی بات کا غلط جواب دے تو تم اسے جھٹلا دینا۔ اب ہر قل نے بہت سے سوالات کئے۔ مثلاً حضور اکرمؐ کے حسب نسب کی نسبت آپؐ کے اوصاف و عادات کے متعلق۔ انہی میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ کیا وہ وعدہ مکنی یا نعمداری کرتا ہے؟

ابوسفیان نے کہا کہ آج تک تو کبھی بد عہدی وعدہ مکنی اور نعمداری نہیں کی۔ اس وقت ہم میں اس میں ایک معاهدہ ہے نہ جانے اس میں وہ کیا کرے؟

ابوسفیان کے اس قول سے مراد صلح حدیبیہ ہے جس میں حضور اکرمؐ اور قریش میں یہ بات مکہ بری تھی کہ دس سال تک کوئی لوابی آپس میں نہ ہوگی۔

یہ واقعہ اس قول کی پوری دلیل بن سکتا ہے کہ روی فارس پر غلبہ حدیبیہ کے سال غالب ہے۔ اس لئے کہ قیصر نے اپنی نذر حدیبیہ کے بعد پوری کی تھی اللہ اعلم۔

**بَنَصْرُ اللَّهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ ...  
اللَّهُكَمْ مَدْسَے - وَهُوَ جَسُوكُمْ بَتَّا هُمْ مَدْكُرَتَا هُمْ -**

**...وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ (۵)**  
**اصل غالب اور مہربان وہی ہے۔**

یہاں فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں سے بد لے اور انتقام لینے پر قاورا اور اپنے دشمنوں کی خطاؤں اور لغزشوں سے درگزر فرمائے والا ہے۔

**وَعْدَ اللَّهِ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدُهُ ...**

**اللَّهُ تَعَالَى كَوْعَدَهُ بِهِ اللَّهُ تَعَالَى أَبْنَيَ وَعْدَهُ كَمَا خَلَفَ ثَبَيْسَ كَرْتَاهُ،**

جو خبر تمہیں دی ہے کہ روی غفرنیب فارسیوں پر غالب آ جائیں گے یہ اللہ تعالیٰ کی خبر ہے رب تعالیٰ کا وعدہ ہے یہ پروردگار کا فیصلہ ہے ناممکن ہے کہ غلط نکلنے مل جائے یا خلاف ہو جائے۔

**...وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (٦)**

**لَكِنَّ اكْثَرَ الْكُفَّارُ لَا يَعْلَمُونَ**

بُوق کے قریب ہوا سے بھی رب تعالیٰ حق سے بہت دور والوں پر غالب رکھتا ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کو ملم جان نہیں سکتے۔

**يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ (٧)**

**وَهُوَ تَوْصِيفُ دُنْيَوِي زَنْدَگَى کَمَّا ظَاهِرٌ كُوْهِي جَانِتَهُ ہیں۔ اور آخرت سے تو باکل ہی بے خبر ہیں۔**

اکثر لوگ دنیا کا علم خوب رکھتے ہیں اس کی گتیاں منوں میں سمجھادیتے ہیں اس میں خوب دماغ دوزاتے ہیں اس کے برے بھکے، لفظ انتصان کو پہچان لیتے ہیں، یہ یک لگاہ اس کی اوپرچیچ دیکھ لیتے ہیں دنیا کمانے کا پیسے جوڑنے کا خوب سلیقہ رکھتے ہیں، لیکن امور دین میں اخروی کاموں میں محض جاہل، غبی اور کم فہم ہوتے ہیں، یہاں نہ دماغ کام کرنے نہ سمجھ سکنے نہ غور و فکر کی عادت۔

**اللَّهُ كَنِيْتُهُ نَشَانِيُوْنَ مِنْ غُورٍ وَفَكْرٍ كَرُوْ:**

**أَوْلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنفُسِهِمْ ...**

**كَيْا ان لوگوں نے اپنے دل میں یہ غور نہیں کیا؟**

چونکہ کائنات کا ذرہ ذرہ حق جل و علا کی قدرت کا نشان ہے اور اس کی توجیہ اور بوبیت پر دلالت کرنے والا ہے۔ اس لئے ارشاد ہوتا ہے کہ موجودات میں غور و فکر کیا کرو اور قدرت رب تعالیٰ کی ان نشانیوں میں سے اس ماں کو پہچانو اور اس کی قدر و تعظیم کرو۔

**...مَا خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْتُهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٌ مُسَمَّى ...**

**كَمَّا خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْتُهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٌ مُسَمَّى ...**  
کہ اللہ تعالیٰ نے ۲ سالوں کو اور زمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے سب کو بہترین قریبے سے مقرر وقت تک کے لئے ہی پیدا کیا ہے۔

**...وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ لَكَافِرُونَ (٨)**

**ہاں اکثر لوگ یقیناً اپنے رب تعالیٰ کی ملاقات کے منکر ہیں۔**

کبھی عالم علوی کو دیکھو کبھی عالم سلفی پر نظر داکھلی اور مخلوق کی پیدائش کو سوچو اور سمجھو کر یہ چیزیں عجت اور بیکار پیدائشیں کی گئیں۔ بلکہ رب تعالیٰ نے انہیں کارآمد اور نشاں قدرت بنائی ہیں۔ ہر ایک کا ایک وقت مقرر ہے یعنی قیامت کا دن جسے اکثر لوگ مانتے ہی نہیں۔

**أَوْلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الدِّينِ مِنْ قَبْلِهِمْ ...**

کیا انہوں نے زمین میں چل پھر کر یہ نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے لوگوں کا انجام کیسا تھا؟

یہاں اللہ تعالیٰ نہیں کی صداقت کو اس طرح ظاہر فرماتا ہے کہ وہ کچھ لوگوں کے خالقین کا کس قدر عمرت ناک انجام ہوا؟ اور ان کے ماننے والوں کو کس طرح دونوں جہان کی عزت ملی؟

**كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَأَثَارُوا الْأَرْضَ وَعَمَرُوهَا أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا وَجَاءُهُمْ**

**رُسْتُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ ...**

وہ ان سے بہت زیادہ تو انا اور طاقتو رتھے انہوں نے بھی زمین بوئی جوتی تھی اور ان سے زیادہ آبادی کی تھی، ان کے پاس ان کے رسول علیہ السلام مجزے لے کر ۲ نے تھے،

تم چل پھر کر گئے واقعات معلوم کرو کر گزشتہ اتنیں جو تم سے زیادہ زور آور تھیں تم سے زیادہ مال و روداہ تھیں تم سے زیادہ کم تھیں، تم تو ان کے دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچا وہ تم سے زیادہ عمر والے تھے تم سے زیادہ آباد یا انہوں نے کیسی تم سے زیادہ کھیتیاں اور باغات ان کے تھے باوجود اس کے جب ان کے پاس اس زمانے کے رسول ۲ نے انہوں نے دلیلیں اور محکمے دکھائے اور پھر بھی اس زمانے کے ان بد نصیبوں نے ان کی نہ مانی اور اپنے خیالات میں مستفرق رہے اور سیاہ کاریوں میں مشغول رہے تو بالآخر عذاب رب تعالیٰ ان پر بر سر پڑے اس وقت کوئی نہ تھا جو انہیں بچا سکے یا کسی عذاب کو ان پر سے بھا سکے۔

**فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنفَسَهُمْ يَظْلِمُونَ (۶)**

یہ تو ناممکن تھا کہ اللہ تعالیٰ ان پر ظلم کرتا بلکہ دراصل وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

**ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةُ الدِّينِ أَسَاؤُوا السُّوَاءِ أَنْ كَدَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ ...**

پھر ۲ خبر اکرنے والوں کا براہی ہوا س لے کوہ اللہ تعالیٰ کی ۲ یہوں کو جھلاتے تھے

**... وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِءُونَ (۱۰)**

اور ان کی بُخسی اڑاتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے پاک ہے کہ وہ اپنے بندوں پر ظلم کرے۔ یہ عذاب تو ان کے اپنے کروتوں کا وہ بال تعالیٰ اللہ تعالیٰ کی ۲ یہوں کو یہ جھلاتے تھے۔ رب تعالیٰ کی باتوں کا مذاق یہ اڑاتے تھے۔ جیسے اور آیت میں ہے:

**وَنَقْلَبُ أَفْئَدَهُمْ وَأَبْصَرَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ أَوَّلَ مَرَّةً وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ**  
**(6:110)**

ان کی بے ایمانی کی وجہ سے تم نے ان کے دلوں کو ان کی لگا ہوں کو پھیر دیا اور انہیں انکی سرفشی میں ہی حیران چھپوڑ دیا ہے۔  
اور آیت میں ہے:

**فَلَمَّا زَاغُوا أَرَاعَ اللَّهُ فُلُوبَهُمْ (61:5)**

ان کی بھی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے دل بیڑھے کر دیے۔

اور آیت میں ہے:

**فَإِنْ تَوَلُّوْا فَأَعْلَمُ أَنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُصِيبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ (5:49)**

اگر اب بھی من موزیں تو سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ ان کے بعض گناہوں پر ان کی پکڑ کرنے کا ارادہ کر چکا ہے۔

اسی بناء پر **السوای مخصوص** ہو گا اساء و اکامفعول ہو کر۔

اور یہ بھی قول ہے کہ **سرای** یہاں پر اسی طرح واقع ہے کہ برائی ان کا انجام ہوتی۔ اس لئے کہ وہ آیات رب انبی کے جملائے والے اور ان کا مذاق اڑانے والے تھے۔ تو اس معنی کی رو سے یہ **ذنک مخصوص** ہو گا **کان** کی خبر ہو کر۔

---

**روز قیامت اعمال کے مطابق فیصلے ہوں گے:**

**اللَّهُ يَبْدَا الْخُلُقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ (۱۱)**

اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کی ابتداء کرتا ہے وہی اسے دوبارہ پیدا کر لیا پھر تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔  
فرمان باری تعالیٰ ہے کہ سب سے پہلے مخلوقات کو اسی اللہ تعالیٰ نے رچایا ہے اور جس طرح وہ اس کے پیدا کرنے پر اس وقت قادر تھا اب فنا کر کے پھر سے پیدا کرنے پر بھی وہ ایسا ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ قادر ہے۔

**وَيَوْمَ تَثْوِيمُ السَّاعَةِ يُبْلِسُ الْمُجْرُمُونَ (۱۲)**

جس دن قیامت قائم ہوگی تو گنہگاروں کی امیدیں لوث جائیں گی۔

تم سب قیامت کے دن اسی کے سامنے حاضر کئے جانے والے ہو۔ وہاں وہ ہر ایک کو اس کے اعمال کا بدلہ دے گا۔  
قیامت کے دن گنہگارنا امیدرسوا اور خاموش ہو جائیں گے۔

**وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِنْ شُرَكَائِهِمْ شُفَعَاءَ ...**

ان کے تمام تر شرکوں میں سے ایک بھی ان کا سفارشی نہ ہو گا

**وَكَانُوا بِشُرْكَائِهِمْ كَافِرِينَ (۱۳)**

اور خود یہ بھی اپنے شریکوں کے منکر ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے سوا جن جن کی دنیا میں مبارکت کرتے رہتے ان میں سے ایک بھی ان کی سفارش کے لئے کھڑا نہ ہو گا۔ اور جب کہ یہ ان کے پوری طرح محتاج ہوں گے وہ ان سے بالکل آنکھیں پھیر لیں گے اور خود ان کے معبود ان باطل بھی ان سے نکلو ہو جائیں گے اور صاف کہہ دیں گے کہ ہم میں ان میں کوئی تعلق نہیں۔

**وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَتَفَرَّقُونَ (۱۴)**

اور جس دن قیامت قائم ہو گی اس دن جماعتیں الگ الگ ہو جائیں گی۔

قیامت قائم ہوتے ہی اس طرح الگ الگ ہو جائیں گے جس کے بعد ملاپ ہے ہی نہیں۔

**فَإِنَّمَا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ (۱۵)**

جو ایمان لا کر نیک اعمال کرتے رہتے وہ تو جنت میں خوش و خرم کر دیجے جائیں گے۔

**وَأَنَّمَا الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقاءُ الْآخِرَةِ فَأُولَئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ (۱۶)**

اور جنہوں نے کفر کیا تھا اور ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو جھوٹا سخہ رایا تھا وہ سب

عذاب میں پکڑا دیجے جائیں گے۔

نیک لوگ تو **علیین** میں پہنچا دیجے جائیں گے اور بد لوگ **سجين** میں داخل کر دیجے جائیں گے۔ وہ سب سے اعلیٰ بلندی پر ہوں گے۔ یہ سب سے زیادہ پستی میں ہوں گے۔

فرمایا کہ نیک نفس تو جنتوں میں بھی خوشی سے ہوں گے اور کفار جنم میں جلتے بختتے ہوں گے۔

ہر قدرت کا مالک اللہ ہے:

**فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ (۱۷)**

پس اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھا کرو جب کتم شام کرو اور جب صبح کرو۔

اس رب تبارک و تعالیٰ کی کمال قدرت اور عظمت و سلطنت پر ولالت اس کی تسبیح اور اس کی حمد سے ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی رہبری کرتا ہے اور اپنا پاک ہونا اور قابل حمد ہونا بھی بیان فرمرا رہا ہے۔

شام کے وقت جب کہ رات اپنے اندر ہیروں کو لے کر آتی ہے اور صبح کے وقت جب دن اپنی روشنیوں کو لے آتا ہے۔

**وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ...**

تمام تعریفوں کے لائق ۲ سماں و زمین میں صرف وہی ہے

اتنا بیان فرمائیں کہ بعد کا جملہ بیان فرمانے سے پہلے ہی یہ بھی ظاہر کر دیا کہ زمین و آسمان میں قابلِ حمد و شام وہی ہے ان کی پیدائش خود اس کی بزرگی پر دلیل ہے۔

### ... وَعَشِيًّا وَحِينَ ظَهَرُونَ (۱۸)

تیرے پھر کو اور ظہر کے وقت بھی اس کی پاکیزگی بیان کرو۔

یہاں صبح و شام کے وقتوں کی تسبیح کا بیان ہو پہلے گزر اتحاد اس کے ساتھ عشاء اور ظہر کا وقت مالیا جو پوری اندری اور کامل اجائے کے اوقات ہوتے ہیں۔

بے شک تمام تر پاکیزگی اسی کو سزا اوار ہے جو رات کے اندریوں کو اور دن کے اجائے کو پیدا کرنے والا ہے صبح کو ظاہر کرنے والا رات کو سکون والی بنا نے والا وہی ہے۔

اس بھیسی آیات اور بھی بہت سی ہیں:

**وَالنَّهَارُ إِذَا جَلَّهَا - وَاللَّيلُ إِذَا يَعْشَى (۴-۹۱:۳)**

قُمْ ہے دن کی جب سورج کو نمایاں کرے، قُمْ ہے رات کی جب اسے ڈھانپ لے

**وَاللَّيلُ إِذَا يَعْشَى - وَالنَّهَارُ إِذَا تَجَلَّ (۱-۹۲:۲)**

قُمْ ہے رات کی جب چھا جائے اور قُمْ ہے دن کی جب روشن ہو۔

**وَالضُّحَى - وَاللَّيلُ إِذَا سَجَى (۱: ۹۳-۲)**

قُمْ ہے چاشت کے وقت کی اور قُمْ ہے رات کی جب چھا جائے

مندی کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور اکرم نے فرمایا:

میں تمہیں بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کا نام ظلیل و قادر کیوں رکھا؟ اس نے کہ وہ صبح شام ان کلمات کو پڑھا کرتے تھے۔ پھر اپنے نے یہ دونوں آیتیں تلاوت فرمائیں۔

ابراهیمؑ کی حدیث میں ان دونوں آیتوں کی نسبت ہے:

جس نے صبح شام یہ پڑھ لیں اس نے دن رات میں جو اس سے فوت ہوا ہوا سے پالیا۔

**يُخْرُجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيَّتِ وَيُخْرُجُ الْمَيَّتَ مِنَ الْحَيِّ ...**

**وَهِيَ زَنْدَهُ كَوْرَدَهُ سَے اور مَرْدَهُ كَوْزَنْدَهُ سَے نَكَالَتَهُ**

**... وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا . وَكَذَلِكَ ثُخْرَجُونَ (۱۹)**

اور وہی زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے۔ اسی طرح تم بھی نکالے جاؤ گے۔

بیان فرمایا کہ موت و زیست کا خالق مردوں سے زندوں کو اور زندوں سے مردوں کو نکالنے والا وہی ہے۔ ہر شے پر اور اس کی ضد پر وہ قادر ہے۔ دلے سے درخت و رخت سے دلے مرغی سے انڈا انڈ سے مرغ، لفظ سے انسان انسان سے لفظ مخصوص سے کافر کافر سے مخصوص غرض ہر چیز اور اس کے مقابل کی چیز پر اسے قدرت حاصل ہے۔ جنک زمین کو وہی ترک دیتا ہے، جنر زمین سے وہی زراعت پیدا کر دیتا ہے، جسے سورہ یاسین میں فرمایا:

وَآيَةٌ لِّهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ  
وَجَعَلْنَا فِيهَا جَاتٍ مِّنْ تَخْيلٍ وَأَعْنَابٍ وَفَجَرْنَا فِيهَا مِنْ الْفَيْوُنَ (34-36:33)

**وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً**

ان کے لئے ایک نئی نیک مردہ زمین ہے جس کو ہم زندہ کر دیتے ہیں جس سے اناج کا لئے ہیں جس میں سے وہ کھاتے ہیں اور ہم اس میں سمجھو رہوں کے اور انگوروں کے باغات پیدا کر دیتے ہیں جس میں ہم جوشے بھی جاری کر دیتے ہیں۔

یعنی نیک زمین کا تروتازہ ہو کر طرح طرح کے اناج و پھل پیدا کرنا بھی میری قدرت کا ایک کامل نشان ہے۔ اور آیت میں ہے:

وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَرَّتْ وَرَبَّتْ وَأَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٌ  
ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَأَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ  
وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لِّا رَيْبٍ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبورِ (7-22:5)

تو دیکھتا ہے کہ زمین بھرا اور نیک ہے پھر جب کہ ہم اس پر بارشیں برساتے ہیں تو وہ ابھرتی ہے اور ہر قسم کی رونق دار بنا تات اگاتی ہے یا اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور وہی مردوں کو جلاتا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا اور یہ کہ قیامت قطعاً نے والی ہے جس میں کوئی نیک و شبہ نہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ قبروں والوں کو دوبارہ زندہ فرمائے گا۔

اور بھی بہت سی آیتوں میں اس مضمون کو کہیں مفصل کیاں مجمل بیان فرمایا۔  
یہاں فرمایا اسی طرح تم سب بھی مرنے کے بعد قبروں میں سے زندہ کر کے کھڑے کر دیجے جاؤ گے۔

**تو حید پر افسوسی دلائل:**

وَمَنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقْتُمْ مِّنْ تُرَابٍ ...  
اللَّهُ تَعَالَى كِي نَشَانِيُوں میں سے ایک تمہاری مٹی سے پیدا اش ہے۔  
... ثُمَّ إِذَا أَنْثَمْ بَشَرًا تَنَتَّشِرُونَ (۲۰)  
کہ پھر انسان بن کر چلتے پھرتے ہو۔

فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بے شمار نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے باپ «حضرت آدم» کو منی سے پیدا کیا۔ تم سب کو اس نے بے وقت پانی کے قطرے سے پیدا کیا۔

پھر تمہاری بہت اچھی صورتیں بنا گئیں، نطفے سے خون بست کی عقل میں پھر کوشت کے لوزرے کی صورت میں کر کے پھر ہڈیاں بنا گئیں اور ہڈیوں کو کوشت پہنایا پھر روح پھونگی۔ ۲۔ کنجھ کان ناک پیدا کئے۔

ماں کے پیٹ سے سلامتی سے نکلا۔ پھر کمزوری کو قوت سے بدلا۔ دن بدن طاقتور اور مظبوط قد آور اور زور آور کیا، عمر دی۔ حرکت و سکون کی طاقت دی، اسہاب اور آلات دیجے اور تخلوق کا سروار بنایا۔

ادھر سے ادھر پہنچنے کے ذرائع دیجے، سمندروں کی زمین کی مختلف سواریاں عطا فرمائیں، عقل، علم، سوچ، سمجھ، تمہر، غور کے لئے دل و دماغ عطا فرمائے، دنیاوی کام سمجھنے رزق حُرمت کرنے کے طریقے طریقے کھول دیجے۔ ساتھ ہی آخرت کو سنوارنے کا علم اور عمل بھی سکھایا۔

پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ جو ہر چیز کا حجج اندازہ کرتا ہے ہر ایک کو ایک مرتبے پر رکھتا ہے۔

عقل و صورت میں بول چال میں امیری فقیری میں، عقل و ہنر میں بھلائی برائی میں، سعادت و شقاوت میں ہر ایک کو جدا گانہ کر دیتا کہ ہر شخص رب تعالیٰ کی بہت سی نشانیاں اپنے میں اور دوسرے میں دیکھ لے۔

مند احمد میں حدیث ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ آدَمَ مِنْ قَبْضَةٍ قَبضَهَا مِنْ جَمِيعِ الْأَرْضِ، فَجَاءَ بِئْوَ آدَمَ عَلَى قُدْرِ الْأَرْضِ،

جَاءَ مِنْهُمُ الْأَيْضُنُ وَالْأَحْمَرُ وَالْأَسْوَدُ وَبَيْنَ ذَلِكَ، وَالْخَبِيثُ وَالْطَّيِّبُ، وَالسَّهْلُ وَالْحَرْثُ وَبَيْنَ ذَلِكَ

اللہ تعالیٰ نے تمام زمین سے ایک مٹھی مٹھی کی لے کر اس سے حضرت آدم کو پیدا کیا۔ پس زمین کے مختلف حصوں کی طرح اولاً آدم کی مختلف رنگتیں ہو گئیں۔ کوئی سفید، کوئی سرخ، کوئی سیاہ، کوئی خبیث، کوئی طیب، کوئی خوش خلق، کوئی بد خلق۔

**وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا ...**

اور اس کی نشانیوں میں سے تمہاری ہی جنس کی بیویاں پیدا کرتا ہے کہ تم ان سے آرام پاؤ۔

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی قدرت یہ بھی ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہارے جوڑے بنائے کہ وہ تمہاری بیویاں بنتی ہیں اور تم ان کے خاوند ہوتے ہو یا اس لئے کہ تھیں ان سے سکون و راحت آرام و آسانی حاصل ہو۔ جیسے اور آیت میں ہے:

**هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَحْدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيُسْكُنَ إِلَيْهَا (7:189)**

اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک ہی نس سے پیدا کیا اور اس سے اس کی بیوی پیدا کی تاکہ وہ اس کی طرف راحت حاصل کرے۔

**... وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً ...**

اس نے تمہارے درمیان محبت اور مہربانی قائم کر دی۔

حضرت جو حضرت آدمؑ کی بائیں پہلی سے جو سب سے زیادہ چھوٹی ہے پیدا ہوئی ہے پس اگر انسان کا جوڑا انسان سے نہ ملتا اور کسی اور جنس سے اس کا جوڑا اپنہ ہتھا تو موجودہ الفہر و رحمت اس میں نہ ہو سکتی۔ یہ پیار و خلاص ایک جنسی کی وجہ سے ہے۔ ان آپس میں محبت و مودت رحمت و الفہر پیار و خلاص رحم اور مہربانی ذال دی۔

### ...إِنَّ فِي ذَلِكَ لِآيَاتٍ لُّفْقَدُونَ (۲۱)

**یقیناً غور و فکر کرنے والوں کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔**

پس مرد یا تو محبت کی وجہ سے عورت کی خبر گیری کرتا ہے یا رحم کا کراس کا خیال رکھتا ہے۔ اس لئے کہ اس سے اولاد ہو چکی ہے۔ اس کی پرورش ان دونوں کے میل ملا پر پر موقوف ہے۔ الغرض بہت سی وجوہات رب العالمین نے رکھ دی ہیں جن کے باعث انسان ہمارا مام اپنے جوڑے کے ساتھ اپنی زندگی گزارتا ہے۔ یہ بھی رب تعالیٰ کی مہربانی اور اس کی قدرت کاملہ کی ایک زبردست نشانی ہے۔ ادنیٰ سے غور سے انسان کا ذہن اس تک پہنچ جاتا ہے۔

### وَمِنْ آيَاتِهِ خُلُقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْخِلَافُ الْسِّنِيتُكُمْ وَالْأَوَانِكُمْ ...

**اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ۲۳ انوں اور زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رکنوں کا اختلاف بھی ہے۔**

### ...إِنَّ فِي ذَلِكَ لِآيَاتٍ لِّلْعَالَمِينَ (۲۲)

**دانش مددوں کے لئے اس میں یقیناً بڑی بڑی عبارتیں ہیں۔**

رب العالمین اپنی زبردست قدرت کی ایک نشانی اور بیان فرماتا ہے کہ اس قدر بلند کشادہ انسان کی پیدائش اس میں ستاروں کا جزا، اُن کی چمک و حکم، اُن میں سے بعض کا چلتا پھرتا ہونا، بعض کا ایک جا ثابت رہنا، زمین کو ایک ٹھوں ٹھوں میں بنا، اسے کثیف پیدا کرنا، اس میں پہاڑ، میدان، جنگل، دریا، سمندر نیلے، پتھر، درخت وغیرہ جواد بینا۔ خود تمہاری زبانوں میں رکنوں میں اختلاف رکھنا، عرب کی زبان اور تاتاریوں کی اور کردوں کی اور روییوں کی اور فرنگیوں کی اور جیشیوں کی اور ہندیوں کی اور ایرانیوں کی اور آرمینیوں کی اور رب جانے کتنی کتنی ربانیں زمین پر بنواؤم میں بولی جاتی ہیں۔

انسانی زبانوں کے اختلاف کے ساتھ ہی ان کی رکنوں کا اختلاف بھی اللہ تعالیٰ کی شان کا مظہر ہے۔ خیال تو فرمائیے کہ لاکھوں آدمی جمع ہو جائیں ایک کنبے قبیلے کے ایک ملک۔ ایک زبان کے ہوں گیاں ناممکن ہے کہ ہر ایک میں کوئی نہ کوئی اختلاف نہ ہو۔ حالانکہ اعشاے بدن کے اعتبار سے کلی موافقت ہے۔ سب کی دو آنکھیں دو پلکیں، ایک ناک، دو کان، ایک پیشائی، ایک منزو و ہوت، دورخسار وغیرہ لیکن تاہم ایک سے ایک علیحدہ ہے۔

کوئی نہ کوئی بینتِ عادت خصلت کام بات چیت طرزِ ادائی ضرور ہوگی کہ جس میں ایک دوسرے کا انتیاز ہو جائے۔ گودہ بعض مرتبہ پوشیدہ سی اور بکلی سی چیزی ہو۔ گونو بصورتی اور بد صورتی میں کئی ایک یکساں نظر آئیں لیکن جب غور کیا جائے تو ہر ایک کو دوسرے سے ممتاز کرنے والا کوئی نہ کوئی صرف ضرور نظر آ جائے گا۔ ہر جانے والا اتنی بڑی طاقتون اور قوتون کے مالک کو پہچان سکتا ہے اور اس صفت سے صالح کو جان سکتا ہے۔

**وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُمْ بِاللَّيلِ وَالنَّهَارِ ...**

اور بھی اس کی قدرت کی نشانی تمہاری راتوں اور دن کی نیند میں ہے

نیند بھی قدرت کی ایک نشانی ہے جس سے تھکان دور ہو جاتی ہے راحت و مکون حاصل ہوتا ہے اس کے لئے قدرت نے رات بنا دی ہے۔

طبرانی میں حضرت زید بن ثابتؓ سے مروی ہے کہ راتوں کو میری نیند اچات ہو جایا کرتی تھی تو میں نے ۲۰ خضرتؐ سے اس امر کی شکایت کی آپؐ نے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو:

**اللَّهُمَّ غَارِتُ الْجُومُ وَ هَذَا الْعَيْنُ**

**وَ انْتَ حَسِيْقِيْمُ يَا حَسِيْقِيْمُ**

**اَنْمَ عَيْنِيْ وَ اَهْدِيْ لِلَّيْلِ**

میں نے جب اس دعا کو پڑھا تو نیند نے کی بیماری بفضل اللہ تعالیٰ دور ہو گئی۔

**... وَ اِبْتِغَاوُكُمْ مَنْ فَضْلِهِ ...**

اور اس کے فضل یعنی روزی کو تمہارا تلاش کرنا بھی ہے۔

کام کا ج کے لئے دنیا حاصل کرنے کے لئے کمائی وہندے کے لئے تلاش معاش کے لئے اس اللہ تعالیٰ نے دن کو پیدا کر دیا جو رات کے باکل خلاف ہے۔

**...إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ (۲۳)**

جو لوگ کمان لگا کر سننے کے عادی ہیں ان کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔

یقیناً منہ سمجھنے والوں کے لئے یہ چیزیں نشان قدرت ہیں۔

**۲۔ سانی بجلی کی چمک دمک:**

**وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمُ الْبَرقَ خُوفًا وَطَمَعاً ...**

اس کی نشانیوں میں سے ایک بھی ہے کہ وہ تمہیں ڈرانے اور امیدوار بنانے کے لئے بجلیاں دکھاتا ہے

اللہ تعالیٰ کی عظمت پر دلالت کرنے والی ایک اور نئائی بیان کی جاری ہے کہ آسمانوں پر اس کے حکم سے بھلی کونستی ہے جسے دیکھ کر کبھی تمہیں دیشت لٹکنے لگتی ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کا کسی کو ہلاک کرو۔ کہیں بھلی گرے۔ اور کبھی تمہیں امید بندھتی ہے کہ اچھا ہوا اب بارش بر سے گی پانی کی ریل چیل ہو گئی ترسالی ہو جائے گی۔

**... وَيُنَزَّلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيُحْيِي بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ...**

اور آسمان سے بارش برساتا ہے اور اس سے مردہ زمین کو زندہ کر دیتا ہے۔

وہی ہے جو آسمان سے پانی اتراتا ہے اور اس زمین کو جو ٹکڑا پڑی ہوئی تھی جس پر نام نشان کو کوئی ہریاں نہ تھی مثل مردے کے بے کار تھی اس بارش سے وہ زندہ کر دیتا ہے امہما نے لگتی ہے ہری بھری ہو جاتی ہے اور طرح طرح کی پیداوار اگادیتی ہے۔

**... إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لَّقَوْمٌ يَعْقُلُونَ (۲۴)**

اس میں بھی عقائد و کیمیوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

عقلمندوں کے لئے عظمت ربی کی یہ ایک صحتی جاگتی تصویر ہے۔ وہ اس نشان کو دیکھ کر یقین کر لیتے ہیں کہ اس زمین کو زندہ کرنے والا اللہ تعالیٰ ہماری موت کے بعد تمہیں بھی ازسراف زندہ کر دیتے پر قادر ہے۔

**وَمَنْ آتَاهُهُ أَنْ تَفُومَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ بِأَمْرِهِ ...**

اس کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ آسمان و زمین اسی کے حکم سے قائم ہیں۔

اس کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ زمین و آسمان اسی کے حکم سے قائم ہیں۔ وہ آسمان کو زمین پر گرنے نہیں دیتا وہ آسمان و زمین کو تھامے ہوئے ہے اور انہیں زوال سے بچائے ہوئے ہے۔

حضرت عمر بن خطابؓ جب کوئی تاکیدی فرض کھانا پا ہے تو فرماتے: اس اللہ تعالیٰ کی فرض جس کے حکم سے زمین و آسمان ختم ہے ہوئے ہیں۔

**... ثُمَّ إِذَا دَعَكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْأَرْضِ إِذَا أَنْثُمْ تَخْرُجُونَ (۲۵)**

پھر جب وہ تمہیں آواز دے گا صرف ایک بار کی آواز کے ساتھ ہی تم سب زمین سے نکل آؤ گے۔

قیامت کے دن وہ زمین و آسمان کو بدلتے گا۔ مردے اپنی قبروں سے زندہ کر کے نکالے جائیں گے۔ خود اللہ تعالیٰ انہیں آواز دے گا اور یہ صرف ایک آواز پر زندہ ہو کر اپنی قبروں سے نکل کرڑے ہوں گے۔ جیسے اور آیت میں ہے:

**يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ وَتَطْلُوْنَ إِنْ لَيْثُمْ إِلَّا قَلِيلًا (۱۷:۵۲)**

جس دن وہ تمہیں پکارے گا تم اس کی حمد کرتے ہوئے اسے جواب دو گے اور یقین کرلو گے کہ تم بہت ہی کم رہے۔

اور آیت میں ہے:

فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَحْدَةٌ فَإِذَا هُم بِالسَّاهِرَةِ (14-79:13)  
 صرف ایک ہی آواز سے ساری مخلوق میدان حشر میں جمع ہو جائے گی۔  
 اور آسمت میں ہے:

إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَحْدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَدِيْنَا مُحْضَرُونَ (36:53)  
 وہ تو صرف ایک آواز ہو گی جسے سنتے ہی سب کے سب ہمارے سامنے حاضر ہو جائیں گے۔

دوسری مرتبہ کی پیدائش تو اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے:

وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلُّ لَهُ قَاتِلُونَ (۲۶)  
 زمین و آسمان کی ہر چیز اسی کی ملکیت ہے اور ہر ایک اس کے فرمان کے ماتحت ہے۔

فرمایا کہ تمام آسمانوں کی اور ساری زمینوں کی مخلوق اللہ تعالیٰ ہی کی ہے۔ سب اس کے لونڈی غلام ہیں سب اسی کی ملکیت ہیں۔ ہر ایک اس کے سامنے عاجز ولا چار مجبور و بے بس ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ قرآن کریم میں جہاں کہیں قبول کاذ کر ہے وہاں مراد اطاعت و فرمانبرداری ہے۔

وَهُوَ الَّذِي يَبْدَا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ ...

وہی ہے جس نے شروع شروع میں مخلوق کو پیدا کیا وہی پھر سے دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ تو اس پر بہت ہی آسان ہے۔

ابتداء پیدائش بھی اسی نے کی اور وہی اعادہ بھی کرے گا۔ اور اعادہ بہ نسبت ابتداء کے عادتاً آسان اور ہلکا ہوتا ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ فرماتے ہیں:

قَالَ اللَّهُ:

كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ، وَشَنَّمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ،  
 فَأَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ: لَنْ يُعِدِنِي كَمَا بَدَأْنِي وَلَنْ يَسْأَلُ الْخَلْقَ بِأَهْوَانَ عَلَيَّ مِنْ إِعَادَتِهِ،  
 وَأَمَّا شَنَّمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ: اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا،  
 وَأَنَا الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُواً أَحَدٌ

جناہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مجھے اہن آدم جھلکاتا ہے اور اسے یہ چاہیئے نہیں تھا۔ وہ مجھے برآکھتا ہے اور یہ بھی اسے لاکھ نہ تھا۔

اس کا جھلانا تو یہ ہے کہ کہتا ہے جس طرح اس سے مجھے اولاً پیدا کیا اس طرح دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا حالانکہ وسری مرتبہ کی پیدائش پہلی دفعہ کی پیدائش سے بالکل ہی آسان ہوا کرتی ہے۔

اس کا مجھے برآ کہنا یہ ہے کہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے حالانکہ میں احمد و محمد ہوں، جس کی شاولاد اور نہ ماں باپ اور جس کا کوئی ہمسر نہیں۔

الغرض دونوں پیدائشیں اس مالک کی قدرت میں ہیں نہ اس پر کوئی کام بھاری نہ بوجمل۔  
یہ بھی ہو سکتا ہے کہ **هو** کی تحریر کا مرچح حلق ہو۔

**...وَلَهُ الْمَثُلُ الْأَعْلَى فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ...**

**اسی کی بہترین اور اعلیٰ صفت ہے آسمانوں میں اور زمین میں بھی۔**

**مَثَلٌ** سے مراد یہاں اس کی توحید الوہیت اور توحید ربویت ہے نہ کہ مثال۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مثال سے پاک ہے۔ جیسے کہ اور جگہ فرمایا:

**لَنِسَ كَمِيلَه شَيْءٌ (42:11)**

اس کی مثال کوئی اور نہیں۔

حضرت محمد بن مکندر فرماتے ہیں **مَثَلٌ أَعْلَى** سے مراد **الله الا الله** ہے۔

بعض اہل ذوق نے کہا ہے کہ جب صاف شفاف پانی کا ستر پاک صاف جونٹھرا ہوا ہوا اور پاوسا کے تپیزے اسے ہلاتے جلاتے نہ ہوں اس وقت اس میں آسان صاف نظر آتا ہے سورج اور چاند ستارے بالکل دکھائی دیتے ہیں اسی طرح بزرگوں کے دل یہی ہم میں وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کو بیش روکھتے رہتے ہیں۔

**... وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (۲۷)**

**اور وہی ذی عزت غلبے والا باحکمت، بحکمت والا ہے۔**

وہ غالب ہے جس پر کسی کا بس نہیں نہ اس کے سامنے کسی کی کچھ جمل سکے نہ چیز اس کی ماقومی میں اور اس کے سامنے پست و لاچار عاجزو بے بس ہے۔ اس کی قدرت، سطوت، سلطنت ہر چیز پر محیط ہے۔

وہ حکیم ہے اپنے اقوال میں افعال میں، شریعت میں، تقدیر میں، غرض ہر رہام میں۔

**تم اپنے حق میں شریک بروداشت نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کیوں کرے؟**

مشرکین مکاپنے بزرگوں کو شریک رب جانتے تھے لیکن ساتھ ہی یہ بھی مانتے تھے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے غلام اور اس کے ماتحت ہیں۔ چنانچہ وہ حج و عمرے کے موقد پر بلیک پکارتے ہیں کہتے تھے:

لیک لاشریک لک الاشریکا ہو لک نملکہ و ماملک  
یعنی ہم تیرے دربار میں حاضر ہیں تیر کوئی شریک نہیں مگر وہ کہ وہ خود اور جس چیز کا وہ مالک ہے سب تیری  
ملکیت میں ہے، یعنی ہمارے شریکوں کا اور ان کی ملکیت کا تو یہ اصلی مالک ہے۔

**ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِنْ أَنفُسِكُمْ ...**

**اللَّهُ تَعَالَى نَزَّلَهُ مِنْ أَنفُسِكُمْ ...**

**... هَلْ لَكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكْتُ أَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاءِ فِي مَا رَزَقْنَاكُمْ ...**

جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے کیا اس میں تمہارے غلاموں میں سے بھی کوئی تمہارا شریک  
ہے کہ تم اور وہ اس میں برابر درجے کے ہو؟

**... فَإِنَّمَا فِيهِ سَوَاءٌ تَخَافُونَهُمْ كَخِيفَتُكُمْ أَنفُسُكُمْ ...**

**أَوْ رَحْمَانَ كَا إِيمَانَهُ رَكِّحَتْهُ بِوْجِيَّا خُودَ آپُنُوںَ كَا**

پس بیہاں انہیں ایک ایسی مثال سے سمجھایا جا رہا ہے جو خود یا اپنے نفس میں ہی پائیں اور بہت اچھی طرح غور و خوض کر سکیں۔ تو  
فرماتا ہے کہ کیا تم میں سے کوئی بھی اس امر پر راضی رضا مند ہو گا کہ اس کے کل مال و نیزہ میں اس کے غلام اس کے برادر کے  
شریک ہوں اور ہر وقت اسے یہ ذر رہتا ہو کہ کہیں وہ تقسیم کر کے میری جانیدا اور ملکیت ۲ وحش ۲ وہ باعث نہ لے جائیں۔  
پس جس طرح تم یہ بات اپنے لئے پسند نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کے لئے بھی یہ نہ چاہو۔ جس طرح غلام ۲ قا کی ہسری نہیں  
کر سکتا اسی طرح اللہ تعالیٰ کا کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں ہو سکتا۔

یہ عجب نا انصافی ہے کہ اپنے لئے جس بات سے چڑیں اور نفرت کریں اللہ تعالیٰ کے لئے وہی بات ثابت کرنے بینھ  
چاکیں۔ خود مبتلیوں سے جلتے بھلتے تھے اتنا سنتہ ہی کہ تیرے ہاں لاکی ہوئی ہے منڈ کا لے چڑھاتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے  
مترقب فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی لاکیاں کہتے تھے۔

اسی طرح خداوس بات کے بھی روادار نہیں ہونے کے کہ اپنے غلاموں کو اپنا برادر کا شریک و سہیم سمجھیں لیکن اللہ تعالیٰ کے  
غلاموں کو اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھ رہے ہیں۔ کس قدر انصاف کا خون ہے؟

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ شرک جو لیک پکارتے تھے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی لاشریکی کا اقرار کر کے پھر اس کی غلامی  
تک دوسروں کو مان کر پھر انہیں اس کا شریک نہ کھرا تھے اس پر یہ آیت اتری ہے اور اس میں بیان ہے کہ جب تم اپنے  
غلاموں کو اپنے برادر کا شریک نہ کھرانے سے عار رکھتے ہو تو اللہ تعالیٰ کے غلاموں کو اللہ تعالیٰ کا شریک کیوں نہ کھرا رہے ہو؟

**كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ (۲۸)**

**ہم عقل رکھنے والوں کے لئے اسی طرح کھول کھول کر بیان کر دیتے ہیں۔**

یہ صاف بات بیان فرمائے اور شاہ فرماتا ہے کہ ہم اس طرح تفصیل اور دلائل غافلوں کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔

**بَلْ أَثْبَعَ الدِّينَ ظَلَمُوا أَهْوَاءُهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ...  
اصل بات یہ ہے کہ یہ ظالم تو بے علم کے خواہش پرستی کر رہے ہیں۔**

**فَمَنْ يَهْدِي مِنْ أَضَلَّ اللَّهُ ...**

**اے کون راہ و کھائے جسے اللہ تعالیٰ راہ سے ہٹا دے؟**

**...وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ (۲۹)**

**ان کا ایک بھی مددوگار نہیں۔**

فرماتا ہے اور بتلاتا ہے کہ مشرکین کے شرک کی کوئی سند عقلیٰ نظریٰ کوئی دلیل نہیں صرف کرشمہ جہالت اور بیرونی خواہش۔ جب کہ راہ راست سے جلت گئے تو پھر انہیں بجز اللہ تعالیٰ کے اور کوئی راہ راست پر لا نہیں سکتا۔

یہ کو دوسروں کو اپنا کار ساز اور مددوگار مانتے ہوں لیکن واقعی یہ ہے کہ دشمنان رب کا دوست کوئی نہیں۔

کون ہے جو اس کی مرضی کے خلاف اب ہلا سکے؟

کون ہے جو اس پر مہربانی کرے جس پر اللہ تعالیٰ نامہ بریان ہو؟

اس کا چاہا ہوا ہوتا ہے اور جسے وہ نہ چاہے ہو نہیں سکتا۔

---

**فطرت سے کیا مراد ہے:**

**فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلَّدِينِ حَنِيفًا ...**

**پس ٹوکیسو ہو کر اپنا منہدوں میں کی طرف متوجہ گردے۔**

**...فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ...**

**اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔**

ملت ابراہیم حنیف پر جم جاؤ جس دین کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مقرر کر دیا اور جسے اے نبی آپ کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے کمال کو پہنچایا ہے۔ رب تعالیٰ کی فطرت سلیمانہ پر وہی قائم ہے جو اس دین اسلام کا پابند ہے۔

اسی پر یعنی تو حبیب پر رب تعالیٰ نے تمام انسانوں کو بنا لیا ہے۔ روز اول میں اسی کا سب سے اقرار لیا گیا تھا:

**وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنفُسِهِمْ أَلْسُنَتْ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى (7:172)**

**کیا میں تم سب کا رب تعالیٰ نہیں ہوں؟ تو سب نے اقرار کیا کہ بے شک تو یہ ہمارا رب تعالیٰ ہے۔**

وہ حدیثیں عنقریب انشاء اللہ بیان ہوں گی جن سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جملہ خلوق کو اپنے سچے دین پر پیدا کیا ہے کواس کے بعد لوگ یہودیت، نصرانیت وغیرہ پر چلے گئے۔

## ...لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ... اللَّهُ تَعَالَى كَمَنْ يَشَاءُ كَمَنْ يَشَاءُ

لوگوں کا اللہ تعالیٰ کی اس فطرت کو نہ بدلو۔ لوگوں کو اس راہ راست سے نہ ہٹاؤ۔ تو یہ خبر معنی میں امر کے ہو گی جیسے من دخلہ  
کان امنا میں یہ معنی نہایت عمدہ اور صحیح ہے۔

دوسرے معنی یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام خلوق کو فطرت سلیمانیہ پر یعنی دین اسلام پر پیدا کیا۔ رب تعالیٰ کے اس دین میں  
کوئی تحریر تبدیل نہیں۔

امام بخاریؓ نے یہی معنی کے ہیں کہ یہاں خلق اللہ تعالیٰ سے مراد دین اور فطرت اسلام ہے۔

بخاری میں برداشت حضرت ابو ہریرہؓ فرمان رسول اللہؐ ہے:

مَا مِنْ مُولُودٍ يُولُدُ إِلَّا عَلَى الْفَطْرَةِ فَإِبْوَاهُ يُهَوَّدَ إِنَّهُ أَوْ يُؤْصَرَ إِنَّهُ أَوْ يُمَجَّسَ إِنَّهُ

كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيمَةُ بَهِيمَةً جَمْعَاءَ، هَلْ تُحِسُّونَ فِيهَا مِنْ جَدَاءَ؟

ہر چیز فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی نصرانی اور محوی بنادیتے ہیں  
جیسے بکری کا صحیح سالم پچھے ہوتا ہے جس کے کان لوگ کتر دیتے ہیں۔ پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت کی:  
**فَقَطَ الرَّأْسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيْمُ ...**

مسند احمد میں ہے حضرت اسود بن سریعؓ فرماتے ہیں میں رسول اللہؐ کے پاس آیا۔ آپؐ کے ساتھ مل کر کفار سے جہاد کیا  
وہاں ہم افضل اللہ تعالیٰ غالبؓ گئے اس دن لوگوں نے بہت سے کفار قتل کیا۔ یہاں تک کہ چھوٹے بچوں پر بھی ہاتھ  
صف کیا۔ حضور اکرمؐ کو جب اس کا پتہ چلا تو آپؐ بہت ناراض ہوئے اور فرمائے گئے یہ کیا بات ہے کہ لوگ حصے  
2 گئے تکل جاتے ہیں 2 حج بچوں کو بھی قتل کر دیا ہے۔

کسی نے کہا یا رسول اللہؐ 2 خروہ بھی تو مشرکین کی اولاد ہی تھی۔  
آپؐ نے فرمایا نہیں نہیں۔

یاد رکھو تم میں سے بہترین لوگ مشرکین کے پیچے ہیں خود اور بچوں کو کبھی قتل نہ کرنا، نابالغوں کے قتل سے رک جانا۔ ہر چیز  
فطرت پر پیدا ہوتا ہے یہاں تک کہ اپنی زبان سے کچھ کہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہود نصرانی بنایتے ہیں۔

جاہر بن عبد اللہؓ کی روایت سے مسند میں ہے کہ حضور اکرمؐ فرماتے ہیں ہر چیز فطرت پر پیدا ہوتا ہے یہاں تک کہ اسے زبان  
2 جانے اب یا تو شاکر نہ تھا ہے یا کافر۔

حضرت عیاض بن حمار سے مدد احمد میں حدیث ہے کہ حضور اکرمؐ نے ایک خلپے میں فرمایا مجھے جناب باری عز وجل نے حکم دیا کہ جو اس نے آج مجھے سمجھایا ہے اور اس سے تم جاہل ہو وہ میں تمہیں سمجھادوں۔ فرمایا ہے کہ:

جو میں نے اپنے بندوں کو دیا ہے میں نے ان کے لئے حال کیا ہے۔ میں نے اپنے سب بندوں کو ایک طرفہ خاص دین والا بنایا ہے ان کے پاس شیطان پہنچتا ہے اور انہیں دین سے گراہ کرتا ہے اور حال کو ان پر حرام کرتا ہے اور انہیں میرے ساتھ شریک کرنے کو کہتا ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف نگاہ ڈالی اور عرب و ہجوم کو سب کو ناپسند فرمایا سوائے چند اہل کتاب کے بقاۓ کے۔ وہ فرماتا ہے:

میں نے مجھے صرف آزمائش کے لئے بھیجا ہے تیری اپنی بھی آزمائش ہوگی اور تیری وجہ سے اور سب کی بھی۔  
میں مجھ پر وہ کتاب اتاروں گا جسے پانی دھونے سکے۔ تو اسے سوتے جا گئے پڑھتا رہے گا۔

پھر مجھ سے جناب باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں قریش کو ہشیار کروں میں نے اپنا اندیشہ ظاہر کیا کہ کہیں وہ میرا سر کچل کر روئی جیسا نہ بنادیں؟ تو فرمایا:

سن سیے یہ تجھے نکالیں گے میں انہیں نکالوں گا تو ان سے جہاد کر میں تیرا ساتھ دوں گا، تو خرچ کر تجھے پر خرچ کیا جائے گا۔  
تو انکر کیجیں میں اس سے پانچ حصے زیادہ انکر کیجیوں گا۔ فرمایہ داری کوئے کر اپنے نافرمانوں پر چڑھائی کرو۔

اہل جنت تین قسم کے ہیں:

. عاول با دشاد

. توفیق خیروالا تھی

. نرم دل ہر مسلمان کے ساتھ سلوک احسان کرنے والا پاک دامن سوال سے اور حرام سے پختہ والا عیال دار آدمی۔

اہل جہنم پانچ قسم کے لوگ ہیں:

. وہ بے وقت کمینے لوگ جو بے زر اور بے گھر ہیں جو تمہارے دامنوں میں لپٹ رہتے ہیں۔

. وہ خائن جو حنفی جیزوں میں بھی خیانت کے بغیر نہیں رہتا۔

. وہ لوگ جو ہر وقت لوگوں کو ان کی جان مال اور اہل و عیال میں دھوکے دیتے رہتے ہیں صح شام چال بازیاں اور مکروہ فریب میں لگ رہتے ہیں۔

. پھر اپنے تخلیل کا یا کذاب کا ذکر کیا

. فرمایا پانچ قسم کے لوگ بد زبان بد کو۔ مسلم

**...ذَلِكَ الدِّينُ الْقِيمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسَ لَا يَعْلَمُونَ (۳۰)**

یہی راست دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

بھی فطرت سلسلہ بھی شریعت کو مضبوطی سے پکڑے رہتا ہی سچا اور سیدھا دین ہے۔ لیکن اکثر لوگ بے علم میں اور اپنی اسی جہالت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ایسے پاک دین سے دور بلکہ محروم رہ جاتے ہیں جیسے اور آیت میں ہے:

**وَمَا أَكْثَرُ النَّاسُ وَلَوْ حَرَصُتْ بِمُؤْمِنِينَ (12:103)**

کوتیری حرص ہو لیکن ان میں سے اکثر لوگ بے ایمان ہی رہیں گے۔

اور آیت میں ہے:

**وَإِنْ ثُطِعَ أَكْثَرُ مَنْ فِي الْأَرْضِ بُضْلُوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ (6:116)**

اگر تو اکثریت کی اطاعت کرے گا تو وہ تجھے راہ رب سے بہکادیں گے۔

**مُنَبِّئِينَ إِلَيْهِ وَأَئْفُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّاهَةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ (۳۱)**

اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو کر اس سے ذرتے رہو اور نماز کو قائم رکھو اور مشرکین میں نہ مل جاؤ۔

تم سب اللہ تعالیٰ کی طرف راغب رہو اسی کی جانب جھکر ہو اسی کا ذرخوف رکھو اسی کا لحاظ رکھو۔ نمازوں کی پابندی کرو جو سب سے ہر یہی عبادت اور اطاعت ہے۔ تم مشرک نہ ہو بلکہ موحد خالص بن جاؤ اس کے سوا اور سے کوئی مراد و ابست نہ رکھو۔

حضرت معاذؓ سے حضرت عمرؓ نے اس آیت کا مطلب پوچھا تو آپ نے فرمایا:  
یہ قیم چیزیں ہیں اور سبی تعبات کی جزا ہیں۔

. اول اخلاص جو فطرت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا ہے۔

. دوسرا نماز جو دراصل دین ہے۔

. ثیسرا اطاعت جو عصمت اور بھاؤ ہے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا آپ نے سچ کہا ہے۔

**...وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ**

تمہیں مشرکوں میں نہ مانا جائیے، تمہیں ان کا ساتھ نہ دینا جائیے اور نہ ان جیسا فعل کرنا جائیے جنہوں نے دین رہانی کو بدلتا یا بعض باتوں کو مان لیا بعض سے انکار کر گئے۔

**مِنَ الَّذِينَ فَرَقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شَيْعَاً كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدِيهِمْ فَرُحُونَ (۳۲)**

جن لوگوں نے اپنے دین کو مکملے تک لے کر دیا اور خود بھی گروہ گروہ ہو گئے ہر گروہ اس چیز پر جو اس کے پاس ہے نازاں ہے۔

فرقوا کی دوسرا قرأت فارقوا ہے لیکن انہوں نے اپنے دین کو چھوڑ دیا۔

جیسے یہود انصاری، مجوس، بت پرست اور باقی اور باطل مذهب والے۔ جیسے ارشاد ہے:

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شَيْعَةً لَّهُنَّ فِي شَيْءٍ إِلَّا مُرْهُمٌ إِلَى اللَّهِ (6:159)

جن لوگوں نے اپنے دین میں تفریق کی اور گروہ بندی کر لی تو ان میں ہے یہ نہیں ان کا ۲۴ خرپر درب تعالیٰ ہے

تم سے پہلے والے گروہوں میں ہو گئے اور سب کے سب باطل پر جم گئے اور ہر فرقہ یہی دعویٰ کرتا رہا کہ وہ کچھ ہے اور دراصل حقانیت ان سب سے گم ہو گئی تھی۔ اس امت میں بھی تفرقہ پڑا لیکن ان میں ایک حق پر ہے جس باقی سب گمراہی پر ہیں۔ یہ حق والی جماعت اہل سنت والجماعت ہے جو کتاب اللہ کو اور سنت رسول اللہ کو مظبوط تھا میں والی ہے جس پر اگلے زمانے کے صحابہ و تابعین اور آخر مسلمین تھے گز شیر زمانے میں بھی اور اب بھی۔

انسان کی عجیب حالت ہے:

وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنْبِيِنَ إِلَيْهِ ...

لوگوں کو جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو اپنے رب تعالیٰ کی طرف پوری طرح رجوع ہو کر دعا کیں کرتے ہیں

...بُئُمْ إِذَا أَذَاقُهُمْ مَنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقَ مَنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرُكُونَ (۳۳)

پھر جب وہ اپنی طرف سے رحمت کا ذائقہ چکھاتا ہے تو ان میں کی ایک جماعت اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے لگتی ہے۔

اللہ تعالیٰ لوگوں کی حالت یا ان فرمادا ہے کہ دکھورہ مصیبت و تکلیف کے وقت تو وہ اللہ وحدہ لا شریک له کو بڑی عاجزی زاری نہایت توجہ اور پوری دلسوزی کے ساتھ پکارتے ہیں اور جب اس کی تعلیمیں ان پر برستے لگتی ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں۔

لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ ...

تاکہ وہ اس چیز کی ناشکری کریں جو ہم نے انہیں دی ہے۔

فَتَمَّتُّعُوا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ (۳۴)

اچھا تم فائدہ اٹھاوا بھی ابھی تعلیمیں معلوم ہو جائے گا۔

لیکفرر میں لام تعلیل ہونا اس وجہ سے بھلا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے یہ مقرر کیا پھر انہیں دھمکایا کہ تم ابھی معلوم کرلو گے۔

بعض بزرگوں کا فرمان ہے کہ کوتوال یا سپاہی اگر کسی کوڑا نے دھمکائے تو وہ کاٹ پاختا ہے۔ تعجب ہے کہ اس کے دھمکانے سے ہم دہشت میں نہ کمیں جس کے قبضے میں ہر چیز ہے اور جس کا صرف یہ کہہ دینا ہر امر کے لئے کافی ہے کہ ہو جا۔

**أَمْ أَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا بِهِ يُشْرِكُونَ (٣٥)**

کیا ہم نے ان پر کوئی دلیل نازل کی ہے جو اسے بیان کرے جسے یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کر رہے ہیں۔

مشرکین کا محض بے دلیل ہونا بیان فرمایا جا رہا ہے کہ ہم نے ان کے شرک کی کوئی دلیل نہیں اتنا رہی۔

**وَإِذَا أَدْفَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرَحُوا بِهَا ...**

اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ خوب خوش ہو جاتے ہیں۔

**...وَإِنْ تُصِيبُهُمْ سَيِّئَةً بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ يَقْتَلُونَ (٣٦)**

اور اگر انہیں اسکے ہاتھوں کے کروتوں کی وجہ سے کوئی برآمدی پہنچے تو ایک دم وہ محض نا امید ہو جاتے ہیں۔

انسان کی ایک بیہودہ خصلت اپنے انتکار بیان ہو رہی ہے کہ سوائے چند سختیوں کے عموماً حالات یہ ہے کہ راحتوں کے وقت پھول جاتے ہیں اور سختیوں کے وقت مایوس ہو جاتے ہیں کویا اب کوئی بہتری ملنے ہی کی نہیں۔ ہاں منومین سختیوں میں صبر اور زیبوں میں بیکیاں کرتے ہیں۔

صحیح حدیث میں ہے:

عَجَّبًا لِلْمُؤْمِنِ لَا يَقْضِي اللَّهُ لَهُ قَضَاءً إِلَّا كَانَ خَيْرًا لَهُ،

إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ،

وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ

منومین پر تعجب ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی ہر قضاہ بہتر ہی ہوتی ہے زانت پر شکر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لئے بہتر ہوتا ہے اور مصیبت پر صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لئے بہتر ہوتا ہے۔

**أَوْلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ...**

کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے کشاورہ روزی دیتا ہے اور نگہ بھی۔

**...إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (٣٧)**

اس میں بھی ان لوگوں کے لئے جو ایمان لا تے ہیں نشانیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہی متصف اور مالک ہے وہ اپنی حکمت کے مطابق جہاں رچائے ہوئے ہے کسی کو کم دیتا ہے کسی کو زیادہ دیتا ہے کوئی علیٰ ترشی میں ہے کوئی وسعت اور فراخی میں۔ اس میں منومنوں کے لئے نشان ہیں۔

## قرابت داروں سے صدر حجی اور حسن سلوک کا حکم:

قرابت داروں کے ساتھ بھی سلوک اور صدر حجی کرنے کا حکم ہو رہا ہے۔

**فَاتِ ذَا الْفُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبَيلِ ...**

قرابت دار کو مسافر کو ہر ایک کو اس کا حق دے۔

**مسکین** اسے کہتے ہیں جسکے پاس کچھ نہ ہو یا کچھ ہو جیں بقدر کفايت نہ ہو اس کے ساتھ بھی سلوک و احسان کرنے کا حکم ہو رہا ہے۔

مسافر جس کو شریع کا توڑا ہو گیا ہوا اور سفر خرچ پاس نہ رہا ہو اس کے ساتھ بھی بخلافی کرنے کا ارشاد ہوتا ہے۔

**...ذِلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ ...**

یہ ان کے لئے بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کا منہ دیکھنا چاہتے ہوں،

**وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (۳۸)**

ایسے ہی لوگ تجات پانے والے ہیں۔

یہ ان کے لئے بہتر ہے جو چاہتے ہیں کہ قیامت کے دن دیدارِ الٰہی کریں گے۔ حقیقت میں انسان کے لئے اس سے بڑی نعمت کوئی نہیں۔ دنیا اور آخرت میں تجات ایسے ہی لوگوں کو ملے گی۔

**وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ رَبَّا لَيْرُبُو فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِنْدَ اللَّهِ ...**

تم جو بیاج دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں بڑھتا رہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نہیں بڑھتا۔

**وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ زَكَاءً ثُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُضْعُفُونَ (۳۹)**

اور جو کچھ صدق زکوٰۃ تم اللہ تعالیٰ کے منہ کی طلب کے لئے وہ تو ایسے لوگ ہیں جن اپنا دوچند کرنے والے

اس آیت کی تفسیر ابن عباسؓ مجاهدؓ قیادؓ تکریمؓ محمد بن کعبؓ اور شعاعؓ سے یہ مروی ہے:

جو شخص کوئی عطا یہ اس ارادے سے دے کر لوگ اسے اس سے زیادہ دیں تو گویا اس ارادے سے ہدیہ دینا ہے تو مبارک، لیکن ثواب سے خالی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا بدله کچھ نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرمؐ کو اس سے بھی روک دیا۔ اس معنی میں یہ حکم آپؐ کے لئے مخصوص ہو گا۔ اس کی مشاہد آیت **وَلَا تمنِ تَسْتَكِرْ** ہے یعنی زیادتی معاوضہ کی نیت سے کسی کے ساتھ احسان نہ کرو۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے:

سود یعنی نفع کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ پار تجارت میں بیاج یہ تو حرام حصل ہے۔ دوسرا سود یعنی زیادتی جس میں کوئی حرج نہیں وہ کسی کو اس ارادے سے ہدیہ تھوڑہ دینا ہے کہ یہ مجھے اس سے زیادہ دے۔ پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس تو ثواب زکوٰۃ کے ادا کرنے کا ہے۔ زکوٰۃ دینے والوں کو بہت برکتیں ہوتی ہیں۔

صحیح حدیث میں ہے:

وَمَا تَصَدَّقَ أَحَدٌ بِعَدْلٍ ثُمَرَةً مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ إِلَّا أَخَذَهَا الرَّحْمَنُ يِيمِينَهُ فَيُرَبِّيْهَا لِصَاحِبِهَا،  
كَمَا يُرَبِّيْهِ أَحَدُكُمْ فَلَوْمَةً أَوْ قُصْلِيلَةً حَتَّى تَصِيرَ التَّمَرَةُ أَعْظَمَ مِنْ أَخْدَدَهُ  
جُوْنُخُضَ ایک کھجور بھی صدق میں وے لیکن ہو حال طور سے حاصل کی ہوئی تو اے اللہ تعالیٰ رحمٰن و رحیم اپنے  
داکیں ہاتھ میں لیتا ہے اور اسی طرح پالتا اور بڑھاتا ہے جس طرح تم میں میں سے کوئی اپنے گھوڑے یا اونٹ  
کے پچھے کی پروش کرتا ہے نیہاں تک کرو ہی ایک کھجور احمد پہاڑ سے بھی بڑی ہو جاتی ہے۔

**اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمْيِثُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ...**

**اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر روزی دی پھر مارڈا لے گا پھر زندہ کر دے گا**

اللہ تعالیٰ ہی خالق و رازق ہے۔ انسان اپنی ماں کے پیپت سے بچا ہے علم بے کائن بے آنکھ بے طاقت لکھتا ہے پھر اللہ  
تعالیٰ اسے سب چیزوں عطا فرماتا ہے۔ مال بھی، ملکیت بھی، کمائی بھی، تجارت بھی، غرض بے شمار عتمیں عطا فرماتا ہے۔

دو صحابوں کا پیمان ہے کہ تم حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آپؐ کسی کام میں مشغول تھے ہم نے بھی  
آپؐ کا ہاتھ بٹایا۔ آپؐ نے فرمایا وہ کھوسر ملنے لگتے جب تک روزی سے کوئی محروم نہیں رہتا۔ انسان بھگا دنیا میں آتا  
ہے ایک چھالکا بھی اس کے بدن پر نہیں ہوتا پھر رب تعالیٰ ہی اسے روز یاں دیتا ہے۔

**هَلْ مِنْ شُرْكَائِكُمْ مَنْ يَفْعَلُ مِنْ ذَلِكُمْ مَنْ شَيْءَ ...**

**بُتَاوْ تھہارے شرکوں میں سے کوئی بھی ایسا ہے جو ان میں سے کچھ بھی کر سکتا ہو۔**

وہ اس حیات کے بعد تمہیں مارڈا لے گا پھر قیامت کے دن زندہ کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ کے سو اتم جن کی عبادت کر رہے ہو  
ان میں سے ایک بھی ان باؤں میں سے کسی ایک پر قابو نہیں رکھتا۔ ان کاموں میں سے ایک بھی کوئی نہیں کر سکتا۔

**...سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ (٤٠)**

**اللہ تعالیٰ کے لئے پاگی اور برتری ہے ہر ایک اس شرکیک سے جو یہ لوگ مقرر کرتے ہیں۔**

الله سبحان و تعالیٰ ہی خدا خالق رازق اور موت زندگی کا مالک ہے۔ وہی قیامت کے دن تمام حقوق کو جلا دے گا۔ اس کی  
مقدس منزہ مظلوم اور عزت و جلال والی ذات اس سے پاک ہے کہ کوئی اس کا شرکیک ہو یا اس جیسا ہو یا اس کے برادر ہو یا  
اس کی اولاد ہو یا ماس باپ ہوں۔

وہ احمد ہے صمد ہے فرد ہے ماں باپ سے اولاد سے پاک ہے۔ اس کی کفوکا کوئی نہیں۔

## انسان کے گناہوں کا نتیجہ:

**ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ ...**

**خَلْقِي اور تری میں لوگوں کی بداعمالیوں کے باعث مصائبیں آن پڑیں**

ممکن ہے **بَرْ** یعنی خلکی سے مراد میدان اور جنگل ہوں اور **بَحْر** یعنی تری سے مراد شہر اور دیہات ہوں۔ ورنہ ظاہر ہے کہ **بَرْ** کہتے ہیں خلکی کو اور **بَحْر** کہتے ہیں تری کو۔

خلکی کے فساد سے مراد بارش کا نہ ہونا قحط سالیوں کا آنا ہے۔

تری کے فساد سے مراد بارش کا رک جانا جس سے پانی کے چانور اندر ہے ہو جاتے ہیں۔

انسان کا قتل اور کشتیوں کا جراحتیں جھپٹ لینا یہ خلکی تری کا فساد ہے۔

**بَحْر** سے مراد جزیرے اور **بَرْ** سے مراد شہر اور مستیاں ہیں۔

بچلوں کا اناج کا نقصان دراصل انسان گناہوں کی وجہ سے ہے۔

الله تعالیٰ کے نافرمان زمین کے بگارنے والے ہیں۔

آسمان وزمین کی اصلاح اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت سے ہے۔

ابوداؤد میں حدیث ہے:

لَحْدُ يُقَامُ فِي الْأَرْضِ أَحَبُّ إِلَى أَهْلِهَا مِنْ أَنْ يُمْطَرُوا أَرْبَعِينَ صَبَاحًا  
زمین پر ایک حد کا قائم ہونا زمین والوں کے حق میں چالیس دن کی بارش۔ بہتر ہے۔

یہ اس لئے کہ حد کے قائم ہونے سے مجرم گناہوں سے باز رہیں گے اور جب گناہ نہ ہوں گے تو ۴۰ سالی اور زمینیں برکتیں لوگوں کو حاصل ہوں گے۔ چنانچہ آخر زمانہ میں جب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام اتریں گے اور پاک شریعت کے مطابق فیصلے کریں گے، مثلاً خزر کا قتل، صلیب کی شکست، جزیرے کا ترک یعنی اسلام کی قبولیت یا جنگ۔

پھر جب آپ علیہ السلام کے زمانے میں دجال اور اس کے مرید ہلاک ہو جائیں یا جوچ ما جوچ تباہ ہو جائیں گے تو زمین سے کہا جائے گا کہ اپنی برکتیں لوٹا دے اس دن ایک انار لوگوں کی ایک بڑی جماعت کو کافی ہو گا، اتنا بڑا ہو گا کہ اس کے چھپلے تھے یہ سب لوگ سایہ حاصل کر لیں۔ ایک اونٹی کا دودھ ایک پورے قبیلے کو کفایت کرے گا۔

یہ ساری برکتیں صرف رسول اللہ کی شریعت کے جاری کرنے کی وجہ سے ہوں گی جوں جوں عدل و انصاف مطابق شرع ہوں گا وہ دن خیر و برکت برحقی چلی جائے گی۔

اس کے برخلاف فاجر شخص کے بارے میں حدیث میں ہے:

إِنَّ الْفَاجِرَ إِذَا مَاتَ تَسْتَرِيْحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبَلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُ  
اس کے مرنے پر بندے اور شہر اور درخت اور جانور سب راحت پا لیتے ہیں۔

...لِيُذِيقُهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا ...

اس لئے کہ انہیں ان کے بعض کرتوقوں کا پھل اللہ تعالیٰ پچھا دے

... لَعَلَّهُمْ يَرْجُعُونَ (٤١)

بہت ممکن ہے کہ وہ بازاً جائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مال اور پیداوار کی اور پھل انانج کی کمی بطور آزمائش کے اور بطور ان کے بعض اعمال کے بدالے کے ہیں۔ جیسے اور جگہ ہے:

وَبَلُوَّهُمْ بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجُعُونَ (٧: ١٦٨)

ہم نے انہیں بخلاجیوں بخراجیوں میں بنتا کیا تاکہ وہ لوٹ جائیں۔

فَلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِ ...

ز میں پر پھل پھر کر دیکھو تو ہمی کہ اگلوں کا اتحام کیا ہوا؟

...كَانَ أَكْثُرُهُمْ مُشْرِكِينَ (٤٢)

جن میں اکثر لوگ مشرک تھے۔

تم ز میں میں پھل پھر کر آپ ہی دیکھو تو تم سے پہلے جو مشرک تھے ان کے تینج کیا ہوئے؟  
رسولوں کی نہ مانع اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے کا کیا کچھ وہ بال ان پر آیا؟  
یہ دیکھو اور عبرت حاصل کرو۔

قیامت اللہ تعالیٰ کے ایک حکم سے آجائے گی:

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِ الدِّينِ الْقِيمِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَ لَهُ مِنَ اللَّهِ ...

پس تو اپنا رخ اس پچے اور سیدھے دین کی طرف ہی رکھ قبیل اسکے کہ وہ دن آ جائے جس کی باز  
گشت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ہی انہیں گے۔

...يَوْمَئِنْ يَصَدَّعُونَ (٤٣)

اس دن سب متفرق ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دین پر جنت کی اور جست سے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنے کی بدائیت کرتا ہے اور فرماتا ہے مغضبوط دین کی طرف ہدتن متوجہ ہو جاؤ اس سے پہلے کہ قیامت کا دن آ جائے۔ جب اس کے آنے کا اللہ تعالیٰ کا حکم ہو پچھے کا پھر اس حکم کو یا اس آنے والی ساعت کو کوئی لوٹانیں سکتا۔ اس دن نیک بد عیحدہ عیحدہ ہو جائیں گے۔ ایک جماعت جنت میں ایک جماعت بھر کتی ہوئی آگ میں۔

**مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرٌ ...  
كُفْرٌ كَرَنَ وَالْوَلِيُّونَ كَافِرُونَ ...**

**...وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِأَنْفُسِهِمْ يَمْهُدُونَ (٤٤)**  
اور نیک کام کرنے والے اپنی ہی آرام گاہ سنوار رہے ہیں۔

**لِيَجُزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْ فِضْلِهِ ...  
تَاكَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْبِيَاءَ اپنے فضل سے جزا دے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے۔**

کافر اپنے کفر کے بوجھ تک دب رہے ہوں گے۔ اور نیک اعمال اپنے کئے ہوئے بہترین آرام دہ ذخیرے پر خوش ہخرم ہوں گے۔ رب تعالیٰ انہیں ان کی نیکیوں کا اجر بہت کچھ بڑھا چڑھا کر کئی گناہ کر کے دے رہا ہو گا۔ ایک ایک نیکی دس دس بلکہ سات سات سو بلکہ اس سے بھی زیادہ کر کے انہیں ملے گی۔

**...إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ (٤٥)**  
وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا ہے۔

کفار کو اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا لیکن تاہم ان پر بھی ظلم نہ ہو گا۔

یہ بھی تواصی کی نعمتیں ہیں:

**وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرَاتٍ ...  
اس کی نشانیوں میں سے خوشخبریاں دینے والی ہواؤں کو چانا بھی ہے**

**...وَلِيُّذِيقُكُمْ مَنْ رَّحْمَتِهِ ...  
اس نے کہ تمہیں اپنی رحمت کا مژہ پچھائے**

**...وَلَثَجْرِيَ الْفَلَكُ بِأَمْرِهِ ...  
اور اس نے اس کے حکم سے کشتیاں چلیں**

... وَلَتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ ...

اور اس لئے کہ اس کے فضل کو تم ڈھونڈو

... وَلَعَلَّكُمْ شَنَّجُونَ (٤٦)

اور اس لئے کہ تم شکرگزاری کرو۔

بارش کے آنے سے پہلے بھینی بھینی ہوا اوس کا چلنا اور لوگوں کو بارش کی امید دلانا۔ اس کے بعد یہ برسانا تاکہ بستیاں آباد رہیں جاندار زندہ رہیں، سمندروں میں اور یا وہ میں جہاز اور کشتیاں چلیں۔ کیونکہ کشتیوں کا چلننا بھی ہوا پر موقوف ہے۔ اب تم اپنی تجارت اور کمائی وحدتے کے لئے اوہر سے اوہر اور اوہر سے اوہر جا ۲ سکو۔ پس تمہیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی ان بے شمار ان گنت نعمتوں پر اس کا شکریہ ادا کرو۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رَسُلًا إِلَى قَوْمِهِمْ فَجَاءُوهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ ...

ہم نے تمھے سے پہلے بھی اپنے رسولوں کو ان کی قوم کی طرف بھیجا وہ ان کے پاس ولیمیں لائے۔

... فَإِنَّنَا قَدْ نَعَذَّبَ الَّذِينَ أَجْرَمُوا ...

پھر ہم نے گنہگاروں سے انتقام لیا۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی اکرمؐ کو تسلی و دینے کے لئے فرماتا ہے کہ اگر آپؐ کو لوگ جھلاتے ہیں تو آپؐ اسے کوئی انوکھی بات نہ سمجھیں۔ آپؐ سے پہلے کے رسولوں کو بھی ان کی امتوں نے ایسے ہی نیز ہے تر پھٹھ فتر۔ سائے ہیں۔ وہ بھی صاف روشن اور واضح ولیمیں مجھے اور احکام لائے تھے بالآخر جھلانے والے عذاب کے فتحی میں کس دیکھ گئے اور منومنوں کو اس وقت ہر قسم کی برآتی سے نجات ملی۔

... وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ (٤٧)

ہم پر منومنوں کی مدد دلارم ہے۔

اپنے فضل و کرم سے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنے نفس کریم پر یہ بات لازم کری ہے کہ وہ اپنے با ایمان بندوں کو مدد دے گا۔ جیسے فرمان ہے:

كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (6:54)

ابن ابی حاتم میں حدیث ہے کہ رسول اللہؐ فرماتے ہیں:

مَا مِنْ أَمْرٍ إِلَّا مُسْلِمٌ يَرُدُّ عَنْ عَرْضِ أَخِيهِ إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ يَرُدَّ عَنْهُ نَارَ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ  
جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی آبرو بچالے اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ اس سے جہنم کی آگ کو بھالے گا۔ پھر آپؐ نے  
خلافت فرمائی:

... وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ

خُنڈی خُنڈی ہوا میں اور بارش:

**اللَّهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ فَتُثِيرُ سَحَابًا ...**

**اللَّهُ تَعَالَى ہوائیں چلاتا ہے وہ ابر کو اٹھاتی ہیں**

اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ وہ ہوائیں بھیجتا ہے جو بادوں کو اٹھاتی ہیں یا تو سمندروں پر سے یا جس طرح اور جہان سے اللہ تعالیٰ کا حکم ہو۔ پھر رب العالمین ابر کو آسمان پر پھیلا دیتا ہے اسے بڑھادیتا ہے جھوٹ کو زیادہ کر دیتا ہے تم نے اکثر دیکھا ہو گا کہ بالشت دو بالشت کا ابرا اٹھا پھر جو وہ پھیلا تو آسمان کے کنارے ڈھاپ لئے۔ اور بھی یہ بھی دیکھا ہو گا کہ سمندروں سے پانی کے بھرے ابرا نکلتے ہیں۔ اسی مضمون کو اس آیت میں بیان فرمایا ہے:

**وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرَىً بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ حَتَّى إِذَا أَفْلَتْ سَحَابًا ۖ ثُقَالًا سُقْنَةً لِبَلَدِ مَيَّتٍ فَأَنْزَلَنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجَنَا بِهِ مِنْ كُلِّ النَّمَرَاتِ كَذَلِكَ نُخْرُجُ الْمَوْتَى لِعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ**

(7:57)

اور وہ ایسا ہے کہ اپنے باران رحمت سے پہلے ہوائیں کو بھیجتا ہے کہ وہ خوش کر دیتی ہیں یہاں تک کہ جب وہ ہوائیں بھاری بادوں کو اٹھاتیں ہیں تو ہم اس بادوں کو کسی بکر سرز میں کی طرف ہاٹک لے جاتے ہیں پھر اس بادوں سے پانی بر ساتے ہیں پھر اس پانی سے ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں یوس ہی ہم مردوں کو نکال کھرا کریں گے تاکہ تم مجھوں

**...فَيَسْطُطُهُ فِي السَّمَاءِ كَيْفَ يَشَاءُ وَيَجْعَلُهُ كَسَفًا ...**

پھر اللہ تعالیٰ اپنی نشاکے مطابق اسے آسمان میں پھیلا دیتا ہے اور اس کے بکرے بکرے کر دیتا ہے

**...فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خَلَالِهِ فَإِذَا أَصَابَ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ (٤٨)**

پھر تیرے دیکھتے ہوئے اسکے اندر سے قطرے نکلتے ہیں اور جنہیں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے ان اپنے بندوں پر وہ پانی بر ساتا ہے تو وہ خوش خوش ہو جاتے ہیں۔

پھر اسے بکرے بکرے اور تہہ پتہہ کر دیتا ہے۔ وہ پانی سے سیاہ ہو جاتے ہیں۔ زمین کے قریب ہو جاتے ہیں۔ پھر بارش ان بادوں کے درمیان سے برسنے لگتی ہے جہاں برسی وہیں کے لوگوں کی باچھیں کھل گئیں۔

**وَإِنْ كَانُوا مِنْ قُلْبٍ أَنْ يُنْزَلَ عَلَيْهِمْ مِنْ قُبْلِهِ لَمُبْلِسِينَ (٤٩)**

یعنی ماننا کہ بارش ان پر برسے اس سے پہلے تو نا امید ہو رہے تھے۔

فرماتا ہے بھی اوگ بارش سے نا امید ہو چکے تھے اور پوری نا امیدی کے وقت بلکہ نا امیدی کے بعد ان پر بارشیں برسیں اور جل تحل ہو گئے۔

دود فعد من فل کالا ناتا کید کے لئے ہے۔ ۵ کی ضمیر کا مرتع اسراں ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ تائیں دلالت ہو یعنی بارش ہونے سے پہلے یہ اس کے محتاج تھے اور وہ حاجت پوری ہواں سے پہلے وقت کے ختم ہو جانے کے قریب بارش نہ ہونے کی وجہ سے یہ ماپوس ہو چکے تھے۔

## فَانتَرْ إِلَى آثَارِ رَحْمَتِ اللَّهِ كَيْفَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ...

پس تو رحمت الہی کے آثار دیکھ کر زمین کی موت کے بعد کس طرح اللہ تعالیٰ اسے زندہ کرو دیتا ہے؟ پھر اس نامیدی کے بعد فوجہ ابراہیم ہے اور بر س جاتا ہے اور ریل چیل کرو دیتا ہے اور اس کی شکن رمین تر ہو جاتی ہے تقطیسائی ترسالی سے بدلتی ہے۔ یا تو زمین صاف چیل میدان تھی یا ہر طرف ہر یا ول دکھائی دیتے گئے ہے۔ دیکھ لو کہ پروردگار عالم بارش سے کس طرح مردہ زمین کو زندہ کرو دیتا ہے؟

## ...إِنَّ ذَلِكَ لِمُحْيِي الْمَوْتَىٰ ...

کچھ شک نہیں کہ وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔

یا درکھو کر جس رب تعالیٰ کی یہ قدر تھے تم دیکھ رہے ہو وہ ایک دن مردوں کو ان کی قبروں سے بھی نکالنے والا ہے جبکہ ان کے جسم مغل مزٹا گئے ہوں گے۔

...وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (۵۰)

اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

وَلَئِنْ أَرْسَلْنَا رِيحًا فَرَأَوْهُ مُصْنَفًّا لَظَلَوا مِنْ بَعْدِهِ يَكْفُرُونَ (۵۱)

اور اگر ہم با دتند چاہدیں اور یہ لوگ انہیں کھیتوں کو مر جھائی ہوئی زرد پڑی ہوئی دیکھ لیں تو پھر اس کے بعد ناشکری کرنے لگیں۔

فرماتا ہے اگر ہم با دتند چاہدیں آگرا نہ ہیاں آ جائیں اور ان کی الہبائی ہوئی کھیتیاں بر باد ہو جائیں تو وہ پھر سے کفر کرنے لگ جاتے ہیں۔ چنانچہ سورہ واقد میں بھی یہی بیان ہوا ہے:

أَفَرَعَيْتُمْ مَا تَحْرُبُونَ - أَنَّمُّ تَنْزِرَ عَوْنَةُ أَمْ تَحْنُّ الزَّارِعُونَ - لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا هُطَاطًا  
فَظَلَّلَتِنْ تَفَكَّهُونَ - إِنَّا لِمَعْرُومُونَ - بَلْ تَحْنُّ مَحْرُومُونَ (67-56:63)

اچھا پھر یہ بھی بتاؤ کہ تم جو کچھ بوتے ہو، اسے تم ہی اگاتے ہو یا تم اگانے والے ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو اسے ریزہ ریزہ کر دیں اور تم حیرت کے ساتھ با تیس بناتے ہی رہ جاؤ۔ کہ ہم پر تو تاوان ہی پڑے گا، بلکہ ہم بالکل ناصیب ہی رہ گئے۔

حضرت عبداللہ بن حمروفر مانتے ہیں جو انہیں آنحضرت کی چار رحمت کی چار رحمت کی۔

ناشرات، مبشرات، مرسلاں اور ذریات تورحمت کی ہیں

اور عقیم، صرصراً عاصف اور فاصلف عذاب کی۔

ان میں سے دو خیکلی کی ہیں اور آخری دو تری کی۔

کیا مردے بھی سنتے ہیں:

**فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ ...**

بے شک تو مردوں کو نہیں ساستا۔

**... وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاء إِذَا وَلَوْا مُذْبِرِينَ (۵۲)**

اور نہ بہروں کو اپنی آواز سنا سکتا ہے جب کہ پیچھے پھیر کر مڑ گئے ہوں۔

**وَمَا أَنْتَ بِهَادِي الْعُمَىٰ عَنْ ضَلَالِهِمْ ...**

اور نہ تو انہوں کو ان کی گمراہی سے ہدایت کرنے والا ہے

ہماری تعالیٰ حکومت فرماتا ہے کہ جس طرح یہ تیری قدرت سے خارج ہے کہ مردوں کو جو قبروں میں ہوں تو اپنی آواز سنا سکے اور جس طرح یہ ناممکن ہے کہ بہرے شخص کو جبکہ وہ پیچھے پھیرے جا رہا ہو تو اپنی بات سنا سکے، اسی طرح سے جو حق سے انہی ہوں تو ان کی رہبری ہدایت کی طرف نہیں لاسکتا۔

ہاں اللہ تعالیٰ توہر چیز پر قادر ہے۔ وہ جب چاہے مردوں کو زندوں کی آواز بھی ساستا ہے۔

**... إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمُ مُسْلِمُونَ (۵۳)**

تو تو صرف ان ہی لوگوں کو ساستا ہے جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور یہی وہ اطاعت گزار۔

ہدایت ضالت اس کی طرف سے ہے۔ تو تو صرف انہیں ساستا ہے جو با ایمان ہوں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جائے والے ہوں اس کے فرمانبردار ہوں یا اوگ حق کو سنتے ہیں اور مانتے بھی ہیں۔ یہ تو ہوئی حالت مسلمان کی اور اس سے پہلے جو حالت بیان ہوئی وہ کافر کی ہے۔ جیسے اور آیت میں ہے:

**إِنَّمَا يَسْتَحِيُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ وَالْمَوْتَىٰ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ مُّمِّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ (6:36)**

تیری پکارو ہی قبول کریں گے جو کان وہر کریں گے مردوں کو اللہ تعالیٰ انجاماتھا گے کا پھر اس کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ اُنحضرت نے ان شرکیں سے جو جگ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں قتل کئے گئے تھے اور بدر کی کھا بجوس میں ان کی لاشیں پھینک دی گئی تھیں ان کی موت کے تین دن بعد ان سے خطاب کر کے انہیں ڈائنا اور غیرت دلائی۔ حضرت عمرؓ نے یہ دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہؐ اپنے خطا برتاتے ہیں جو مرک مردہ ہو گئے ہیں تو اپنے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بَيَّهُ مَا أَنْثَمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقْوَلُ مِنْهُمْ، وَلَكِنْ لَا يُحِبُّونَ

اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم بھی میری اس بات کو جو میں انہیں کہدا ہا ہوں انہیں سنتے جتنا یہ سن رہے ہیں۔ ہاں وہ جواب نہیں دے سکتے۔

حضرت عائشہؓ نے اس واقعہ کو حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی زبانی سن کر فرمایا کہ اپنے نے یوں فرمایا ہے:  
وہ بخوبی چانتے ہیں کہ جو میں ان سے کہتا تھا وہ حق ہے۔  
پھر اپنے مردوں کے نہن کنکے پر اسی آیت سے استدلال کیا۔

## انسان کی اصل کیا ہے:

**اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِّنْ ضَعْفٍ ...**

**اللَّهُ تَعَالَى وَهُوَ كَمْ بَيْنَ كَمْزُورِي كَيْ حَالَتْ مِنْ بَيْدَا كَيَا**

انسان کی ترقی و تزلیل پر نظر ڈالو اس کی اصل قومی سے ہے پھر نطفے سے پھر خون بست سے پھر کوشت کے لوٹھرے سے پھر اسے ہڈیاں پہننا کی جاتی ہیں پھر ہڈیوں پر کوشت پست پہننا یا جاتا ہے پھر روح پھونگی جاتی ہے۔

پھر ماں کے پیٹ سے ضعیف و نحیف ہو کر لکھتا ہے پھر حصہ احصوڑا بڑھتا جاتا ہے اور مضبوط ہوتا جاتا ہے پھر بچپن کے زمانے کی بھاریں دیکھتا ہے پھر جوانی کے قریب پہنچتا ہے پھر جوان ہوتا ہے۔ غریز و نہما موقوف ہو جاتی ہے۔

**ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَشَيْبَةً ...**

**پھر اس کمزوری کے بعد تو اتنی دی پھر اس تو اتنی کے بعد کمزوری اور بڑھا پا کر دیا۔**

اب قوی پھر مضمول ہونے شروع ہو جاتے ہیں طاقتیں گھٹنے لگتی ہیں۔ اویز عمر کو پہنچتا ہے پھر بدھا پھوس ہو جاتا ہے۔ طاقت کے بعد کی یہ ناطاقتی بھی قابل عبرت ہوتی ہے کہ بہت پست ہے دیکھنا، سنا، چلنا، پھرنا، اٹھانا، اچھانا، پکڑنا، غرض ہر طاقت گھٹ جاتی ہے۔ رفتہ رفتہ بالکل جواب دے جاتی ہے اور ساری صفتیں متغیر ہو جاتی ہیں۔ ہدن پر جھریاں پڑ جاتی ہیں رخسار پچک جاتے ہیں، دامت لوٹ جاتے ہیں، بال سفید ہو جاتے ہیں۔

**...يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ...**

**جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے**

**...وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ (٥٤)**

سب سے پورا واقفہ اور سب پر پورا قادر ہے۔

یہ ہے قوت کے بعد کی صیغی اور بڑھا پا۔ وہ جو چاہے کرتا ہے۔ بنانا بگارنا اس کی قدرت کے اوپر کر شے ہیں۔ ساری مخلوق اس کی غلام وہ سب کا مالک وہ عالم وہ قادر نہ اس کا سائنسی کا علم نہ اس جیسی کسی کی قدرت۔

دنیا میں جھوٹی فتنمیں اور آخرت میں بھی:

**وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرُمُونَ ...**

جس دن قیامت برپا ہو جائے گی گنہگار لوگ فتنمیں کھانے لگیں گے۔

**...مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ كَذَلِكَ كَاثُوا يُوْفَكُونَ (٥٥)**

کہ ایک گھنٹی سے سو انہیں تھہرے۔ اسی طرح یہ بھئے ہوئے ہی رہے۔

الله تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ کفار دنیا اور آخرت کے کاموں سے بالکل جاہل ہیں۔ دنیا کی ان کی جہالت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور وہ کو شریک کرتے رہے اور آخرت میں یہ جہالت کریں گے کہ فتنمیں کھا کر کہیں گے کہ تم دنیا میں صرف ایک ساعت ہی رہے۔ اس سے مقصود اُن کا یہ ہو گا کہ اتنے تھوڑے سے وقت میں ہم پر کوئی جنت قائم نہیں ہوئی، ہمیں معدود رجھا جائے۔ اسی لئے فرمایا کہ یہ جیسے یہاں بھی بھی باقی کر رہے ہیں دنیا میں بھی یہ بچکے ہوئے ہی رہے۔

**وَقَالَ الَّذِينَ أَوْتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ لَقَدْ لَبِثْمُ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَى يَوْمَ الْبَعْثِ ...**

اور جن لوگوں کو علم اور ایمان دیا گیا ہے وہ جواب دیں گے کہ تم تو جیسا کہ کتاب اللہ میں ہے  
یوم قیامت تک تھہرے رہے۔

**...فَهَذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلَكِنَّمُكْثُمْ لَا تَعْلَمُونَ (٥٦)**

اج کا یہ دن قیامت ہی کا دن ہے لیکن تم تو یقین ہی نہیں مانتے ہو۔

**فِيهِمْ لَا يَفْعُلُ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ (٥٧)**

اج خالموں کو ان کی عذر مادرت کچھ کام نہ جائے گی اور نہ ان سے تو بطلب کی جائے گی۔

فرماتا ہے کہ ان کے اس کچھ پر علامہ کرام جیسے دنیا میں انہیں دلائل دے کر قائل کرتے رہے آخرت میں بھی ان سے کہیں گے کہ تم جھوٹی فتنمیں کھا رہے ہو تو تم کتاب اللہ یعنی کتاب الاعمال میں اپنی پیدائش سے لے کر جی اتحمیں تک تھہرے رہے لیکن تم بے علم اور نہ جاہل لوگ ہو۔ پس قیامت کے دن خالموں کو اپنے کرتوں سے مادرت کرنا مخفی بے سود رہے گا اور دنیا کی طرف لوٹائے دے جائیں گے۔ جیسے فرمان ہے:

وَإِن يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُم مِنَ الْمُعْتَبِينَ (41:24)

اور اگر یہ عذر و معافی کے خواستگار ہوں تو بھی مذکور معاف نہیں رکھے جائیں گے۔  
یعنی اگر وہ دنیا کی طرف اونچا ہیں تو اوت نہیں سکتے۔

۲ پ دل برداشتہ نہ ہوں اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے:

وَلَقْدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْفُرْقَانِ مِن كُلِّ مَثَلٍ ...

بے شک ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے سامنے کل مثالیں بیان کر دی ہیں۔

...وَلَئِنْ جَنَّتْهُمْ بِآيَةٍ لَيَقُولُنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مُبْطَلُونَ (۵۸)

تو ان کے پاس کوئی بھی نشان لا یہ کافر تو یہی کہیں گے کہ تم بے ہودہ گوجھوٹے ہو۔

حق کو ہم نے اس پاک کلام میں پوری طرح واضح کر دیا ہے اور مثالیں دے کر سمجھا دیا ہے کہ لوگوں پر حق کھل جائے اور اس کی تابع داری میں لگ جائیں۔ ان کے پاس تو کوئی بھی مجرم آجائے کیسا ہی نشان حق دیکھ لیں یا انکی تو حجت سے بلا غور علی الفور کہہ دیں گے کہ یہ چادو ہے باطل ہے جھوٹ ہے۔ دیکھنے چاند کو دو بلکہ ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔ خود قرآن کریم کی آیت میں ہے:

إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ

وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ ءَايَةٍ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ (۹۷-۱۰:۹۶)

جن پر تیرے رب تعالیٰ کی بات ثابت ہو چکی ہے وہ ایمان نہیں لا سکیں گے۔ کو ان کے پاس تمام نشانیاں آ جائیں یہاں تک کہ وہ درناک عذابوں کا معاشر کر لیں۔

كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (۵۹)

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں پر جو سمجھنہیں رکھتے یوں ہی مہر کرو دیتا ہے۔

پس یہاں بھی فرماتا ہے کہ بے علم لوگوں کے دلوں پر اسی طرح مہر الہی لگ جاتی ہے۔

فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ...

تو صبر کر یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے

...وَلَا يَسْتَخِفْنَكَ الَّذِينَ لَا يُوقِنُونَ (۶۰)

تجھے وہ لوگ بے قدر نہ کریں جو یقین نہیں رکھتے۔

اے نبی اکرم آپ صبر کیجئے ان کی خلافت اور دشمنی پر سہار کئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ صحیح ہے وہ ضرور تمہیں ایک دن ان پر غائب کرے گا اور تیری انداد فرمائے گا اور دنیا اور آخرت میں تجھے اور تیرے تابعداروں کو میافین پر غالب ہے گا۔ تمہیں چاہیئے کہ اپنے کام پر ملگے رہو۔ حق پر حجت جاؤ اس سے ایک انجی ادھر ادھرنہ ہنواستی میں ساری ہدایت ہے باقی سب باطل کے ذہیر ہیں۔

ایک صحابیؓ فرماتے ہیں حضور اکرمؐ نے ایک دن صبح کی نماز پڑھاتے ہوئے اسی سورت کی تلاوت کی۔ اثناء قراءت میں آپؐ کو وہم سا ہو گیا فارغ ہو کر فرمانے لگئے تم میں بعض ایسے لوگ ہیں جو ہمارے ساتھ نماز میں شامل ہو جائے ہیں لیکن باقاعدہ ٹھیک نھیں وضو نہیں کرتے۔ تم میں سے جو بھی ہمارے ساتھ نماز میں شامل ہو اسے اچھی طرح وضو کرنا چاہیے۔ مسند احمدؓ اس حدیث کی اسناد حسن ہے، اور اس میں ایک صحیب بھید اور بہت بڑی خبر ہے اور وہ یہ کہ آپؐ کے مقتدیوں کے وضو بالکل درست نہ ہونے کا اثر آپؐ پر بھی پڑتا۔ پس ثابت ہوا کہ مقتدیوں کی نماز متعلق ہے امام کی نماز کے ساتھ۔

---



© Copy Rights:  
Zahid Javed Rana, Abid Javed Rana  
Lahore, Pakistan  
[www.quran4u.com](http://www.quran4u.com)